منتخب التواریخ

ایک مختصر تنقیدی جائزہ

اس کتاب کا نام "منتخب التواریخ" ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ مغل دور کے آغاز میں ہی لکھی گئی ہے۔ اس کا مصنف حسن بیگ خاکی ہے۔ اس میں راجوں کی تاریخ سے لیکر مغلوں کے نامور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی حکومت تک کے سبھی حالات قلمبند ہیں۔

کشمیر کے مورخوں نے جو باتیں درج کی ہیں انہی روایات پر یہ اسناد تحریر ہوئے ہیں۔ کشمیر کی آبادی کے وقت کشمیر کا نام ستی سر تھا۔ سر تالاب کو کہتے ہیں۔ ستی اکثر و بیشتر اس تالاب میں سیر کرتی تھی۔ اس وجہ سے اس کو ستی سر نام پڑ گیا۔ کہتے ہیں کہ تالاب کے بیچ میں ایک منحوس دیو رہتا تھا جس کا نام جلدیو تھا۔ اس دیو نے آس پاس کے لوگوں پر ظلم کا ہاتھ دراز کیا تھا۔ چھ منوتر دن تک کہ ہر ایک منوتر چار جوک کے اکتھر دوروں پر مبنی ہے۔ یہ جوک ست جوک، تریتا جوک، دواپر جگ اور کل جگ کے نام سے مشہور ہیں

ڈاکٹر محمد یوسف لون، لیکچرار شعبہ فارسی

یعنی یہ چار جوک جن کا کل مجموعہ ۴۳ لاکھ اور بارہ ھزار سال ہے۔ اس تفصیل سے کہ ست جگ سترہ لاکھ اور بیس ھزار سال کا ہے اور ترتیا جگ گیارہ لاکھ اور چھیانوے ھزار سال کا ہے۔ دوا پر جگ آٹھ لاکھ اور چوبیس ھزار سال کا مجموعہ ہے اور کل جگ چار لاکھ اور بیس ھزار سال کا ہے۔ اکھتر بار جب ایک منوتر جو عبارت ہے..... اس طرح سے چودھا منوتر حاصل ہوتے ہیں برہما کی عمر کا ایک دن انجام کو پہنچتا ہے۔

ساتویں منوتر کے آغاز میں کشف رگشیر برہما کا پوتا اس دوران کہ جو ایک عبادت گاہ کی زیارت کے لیے جا رہا تھا سمیبر نام کی ایک جگہ پر پہنچا۔ اس جگہ کی عمارت کو بہت ہی ویران پایا۔ اس کے گرد و نواحی کے باشندوں سے اس کا سبب پوچھا معلوم ہوا کہ جلدیو اس تمام ویرانی کا باعث ہے۔ اس خبر کے سننے سے رگشیر کا دل بہت دکھی ہو گیا۔ نو نبدن کے گاؤں جو ہیرہ پور کے نزدیک واقع ہے۔ وہاں پر وہ ھزار سال تک خدائی جلہ جلالہ کی طرف دعا اور زاری میں مصروف رہا۔ اس مذکورہ وقت کے گذرنے کے بعد اس کی دعا قبول ہوئی۔

برہمانے تہذیب یافتہ لوگوں کو عالم کے اطراف و اکناف سے لایا اور اس خوش پسند وادی میں ان کا مسکن بنا دیا۔ اس کے بعد بستی سر کشف مر کے نام سے موسوم ہوا اور رفتہ رفتہ زمانے کے تغیر و تبدل کے ساتھ کشف مر کشمیر ہو گیا اور اب اس کے باشندے اس کو کشمیر نام پکارتے ہیں۔

کشمیر کا دل موہ لینے والا شہر جب بستی اور زراعت کے لایق ہوا تو اس میں لوگوں کی ایک بڑی کثرت ہوئی۔ لوگ حاکم کے لیے محتاج ہوئے کیونکہ کمزور اور ناتوان لوگوں پر زبردست لوگوں کی طرف سے بہت ہی ظلم ہوتا تھا۔ اس لیے قوم کی نمایندگی میں رؤسا اور امرا کی ایک جماعت ایک حاکم کی چاہت کے لیے جموں کے راجہ کے پاس

Scanned with CamScanner

چلے گئے۔ راجہ نے ان کو بڑی شان و شوکت سے استقبال کیا اور مملکت کا چھٹا حصہ راجہ کے لیے مقرر کیا۔ اور چھ سو پچاس سال تک کشمیر کی حکومت راجہ جموں کی اولادوں کے ہاں رہی۔ ۵۵ راجے اس گھر کے حاکم رہے تھے۔ مورخوں کو ان مذکورہ راجوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف رائے ہے۔ زمرد جو اس وقت کے مورخوں میں سے تھا نے ایک ہزار اور چودہ سال شمار کیے ہیں اور کچھ نے دو ہزار اور دو سو ساٹھ سال شمار کئے ہیں۔ کلہن پنڈت جس نے ہندی میں تاریخ کشمیر لکھی ہے وہ ان راجاؤں کی حکمرانی کا وقت ایک ہزار نو سو انیس سال شمار کرتا ہے۔ یہ عبارت یوں درج ہوئی ہے۔

ولایت دل پذیر کشمیر کہ بعمارت و زراعت رسید و درمیان اولاد براہمہ کثرت و ازدحام پیدا آمد و طبایع از جادہ انصاف انحراف گزید بمقتضای فحوای ولا السلطان لیاکل بعضہم بعضا بحاکم محتاج گردیدند تا ایادی ارباب جور و اعتساف از گریبان ضعفا و ملہوفین کوتاہ و کشیدہ راہ روسا و صنادید قوم بجہتہ درخواست حاکم نزد راجہ جمو رفتہ راجہ مقدم اعیانرا بااعزاز و اکرام تلقی نمودہ و از ششم حصہ از حاصل مملکت برای راجہ مقرر کردند مدت ششصد و پنجاہ سال حکومت کشمیر میان اولاد راجہ جمو بود تا وقتی کہ جنگ کوروان و پاندوان اتفاق افتاد در آن معرکہ حاکم کشمیر بزخم تیر از پا در آمد چوں زلال منابع نسل راجہ جمو منقطع گردید تشنہ لبان ناکامی ازیں نوع خانوادہ دیگر امید سیراب گردیدند و پنجاہ و پنج راجہ بتحقیق آں پیوستہ مورخانرا در مدت حکومت راجہای مزبور اختلاف است۔ زمرد از مورخان زمان ایالت ایں راجہا ہزار و چہاردہ سال شمردہ اند و جمعی دو ہزار و دو لیست و شصت سال محسوب داشتند کلہن پنڈت کہ بہندی مولف تاریخ کشمیر است تحقیقات او در تعین مدت امارت ایں طبقہ اعتبار تمام دارد زبان فرمان فرمائی

این پنجاہ و پنج راجہ یک ہزار و نہصد و نوزدہ سال تعداد کردہ [1]

راجوں کے واقعات میں یہ واقعہ بھی بڑی دلچسپ نظر آتا ہے کہ راجہ سوندر کو ایک لڑکی کے سوا اور کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لڑکی کا نام کیاتون تھا جو حسن و خوبصورتی میں بے مثال تھی۔ روایت ہے کہ ایک تاجر نے بہت سارا مال نفع کمانے کے لیے اس ملک میں لایا تھا۔ راجہ لعل شناسی کے فن میں کوئی مہارت نہیں رکھتا تھا اور اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ تاجر کو ناکامی اور نامرادی کے ساتھ واپس لوٹنا پڑا۔ یہ خبر کیاتون تک پہنچ گئی۔ تاجر کو بلایا اور جواہرات کی قیمت میں بڑھ چڑھ کر اضافہ کیا تاجر جب اس ملک سے چلا گیا تو اس نے ایران کے بادشاہ بہمن اسفندیار کے سامنے کیاتون کے حسن و جمال کی تعریفیں کی اور ان تعریفوں سے بہمن کا دل جیت لیا۔ اس نے کیاتون کی منگنی کے لیے راجہ سوندر کے پاس حکیم جاماسپ کو شاہانہ تحالیف اور ھدایا کے ساتھ روانہ کیا۔ اگرچہ راجہ سوندر کو بہمن کی اس خبر سے بہت ھی وحشت طاری ہوئی اور جاماسپ حکیم کے قتل کا بھی تہیہ کیا لیکن کیاتون نے ں کو ایسا کرنے سے روک دیا۔ راجہ کو اس بات پر راضی کیا اور حکیم کو انعام بخشا۔

راجہ جلوک نے ہندوستان کے ملکوں کی فتح یابی کے لیے اپنا جھنڈا بلند کیا۔ اس نے قنوج تک کے تمام علاقوں کو اپنے قبضے میں لایا۔ اپنی انتہائی کوشش سے وہاں کے تمام چیدہ چیدہ کاریگروں کو اپنے ساتھ لایا اور کشمیر میں ان کو بسایا ملکی کاموں کو اس نے سات حصوں میں تقسیم کیا پہلا حصہ ملکی کاموں کے ضبط اور ربط کے لیے تھا۔ دوسرا حصہ خزانہ جمع کرنے کے لیے تیسرا جنگی ساز و سامان کی حفاظت

---

[1]. تاریخ کشمیر ۔ حسن بیگ خاکی ـــــ ۲۱۲ [illegible]

Scanned with CamScanner

کے لیے چوتھا حصہ سپہ سالاری کے لیے پانچواں حصہ مشاورت کی طلب کے لیے چھٹا حصہ خیرات کی تقسیم کے لیے اور اس کی رسائی کے لیے اور ساتھواں حصہ جنگی ایام میں فوج کی سزادلی کے لیے مقرر تھا۔ یہ عبارت کیا ہی زیبا دکھائی دیتی ہے۔

راجہ جلوک بعزم تسخیر ممالک ھندوستان رایت عزیمت برافراشت تا قنوج بحوزہ تصرف در آورد اصناف محترفہ بنوازش تمام از آنجا آورد ساکن کشمیر ساخت عمال راھفت قسم مقرر کرد، قسم اول برای ضبط و ربط امور ملکی قسم دوم برای جمع خزانہ قسم سویم برای محافظت اسلحہ و آلات حرب قسم چہارم برای سپہ سالاری قسم پنجم برای طلب مشاورت قسم ششم برای تقسم ذخیرات[1]

یہ مذکوہ عبارت ترکیبات اور محاورات کا ایک مجموعہ ہے اس میں لفظوں کا ایک خاص ملاپ نظر آتا ہے۔ اطلاعات کو چھوٹے چھوٹے جملوں میں معنی خیز بنایا ہے اعلی فصیحوں اور بزرگ ادیبوں کی روش پر بلاغت اور فصاحت کو نمکینی اور شیرینی سے ملایا ہے۔ اس فصاحت والے کلام کا ماحصل یہ ہے کہ جس چیز کی طرف نشاندہی کی گئی ہے اس میں بے حساب مسرت میسر ہے۔

مہاراجہ للتادت نے دل شکستہ لوگوں پر احسان کیا۔ ویران چیزوں کو نئے ڈھنگ سے سنوارا۔ اس نے تارکین وطن کو پھر سے اپنے وطن میں آباد کیا۔ اس نے اپنے وطن کو فیض و برکت کی بشارت سنائی۔ جب اس نے لوگوں کی دل جمعی بجالائی تو اس نے دوسرے ممالک کی فتح مندی کی طرف اپنا رخ موڑ لیا۔ پنجاب، قنوج پہاڑ، بنگال، دکن، مالوہ اور اندر بت کہ اب جو دہلی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو اپنے قبضہ میں کیا۔ اندر بت سے پنجاب کی طرف پھر متوجہ ہوا۔ اور پنجاب سے

---

[1] ۔۔ تاریخ کشمیر ــ غلام حسن خاکی ــــ ص ۔۳۔ ب ۔ ۴۷ ل)

بخارا کی طرف روانہ ہوگیا۔ مومن خان جو بخارا کا حاکم تھا نے چار بار اس سے لڑائی لڑی اور ہر بار اس کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ جب اس نے اپنے میں لڑائی لڑنے کی قوت نہیں پائی تو اس نے راجہ للتادت سے امان طلب کیا۔ ماوراالنہر اور ترکستان کے تمام شہروں کو اپنے قبضے میں لایا۔ اس نے اپنی فتح مندی کے جھنڈے کو خطا شہر کی طرف بڑھایا۔ ان ملکوں کی تمام نادر اور قیمتی چیزیں جو وہ لے سکتا تھا ان کو اٹھایا۔ ختن، کاشغر اور تبت کے راستے سے وہ اپنی راجدھانی کو پہنچ گیا۔ یہ عبارت اس طرح درج ہے۔

..... با مومن خان حاکم بخارا چہار کرت اتفاق مبارزت افتادہ چہار مرتبہ ..... چون مجال مقاومت از خیر طاقت بیرون دید راجہ للتادت امان طلبید تمام ولایت ماوراالنہر و ترکستان را متصرف گشتہ رایات ظفر را بجانب خطا نہضت داد از نفایس و نوادر آن دیار ھر چہ توانست گرفتہ از راہ ختن و کاشغر و تبت بپای تخت معاودت نمودہ۔ ۱؎

صاف اور شستہ اظہار ادب کے ظہور کو نمایاں کرنے کے لیے سب سے بہتر ہے حقیقت میں یہ ادب کا مظہر اور نمایندہ ہے۔ اس وسیلے سے نئے مطالب کے اخذ پر قدرت اور فکر کی عظمت ہویدا ہو جاتی ہے جو اچھی طبیعت کی پیداوار اور نیک احساسات کا ثمر ہے۔ اس وجہ سے قابلیت اور لیاقت جلوہ نما ہو جاتی ہے۔

ہستم دلیو بن لچھمہ دلیو باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اس نے چودہ [۱۴] سال اور چھ ماہ تک حکومت کی اور ۷۰۵ ھ میں وفات پائی۔ بسہم دلیو بن سہم دلیو اس کا قایم مقام ہوا۔ سپہ سالاری کا محکمہ رامہ چند بن سنگرام چند کو دئے دیا۔ شہمیہ جو سوادگیر کے سلطانوں میں سے تھے۔ اس وجہ سے کہ دفورشاہ کی بشارت سے کہ جس نے بہت

۱؎۔ تاریخ کشمیر۔ حسن بیگ خاکی ـــــ (ص۔ ۱۵۔ ب)

ریاضت کی تھی اور باطن کی صفائی سے یہ بات روشن کردی کہ ایک دن جذبہ کی صورت میں کہا تھا کہ میرے بیٹوں میں سے طاہر نام کا ایک بچہ پیدا ہوگا اور شہیر کے نام سے وہ کشمیر کے ملک پر حکمرانی کرے گا اور کشمیر کی حکومت کا کام کاج اس کے بیٹوں کے پاس سالوں تک رہے گا۔ جب شہیر بالغ ہوا۔ اس بشارت کی افواہ اس نے سنی۔ وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ کشمیر کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب بارہ مولہ کے قصبے میں پہنچا۔ سہہ دیو نے جب اس موضع میں اس کے آنے کی خبر سنی۔ اس کے اپنے اور باقی خرچہ کے لیے دوارور کا گاؤں مقرر کیا۔ سہہ دیو کے زمانے میں لنکر چک جو چکوں کے جد ہیں جو اپنے چچازاد بھائیوں کی مخالفت کی وجہ سے دارو کے ملک سے اپنے اہل وعیال کے ساتھ اٹھ کر کشمیر پہنچ گیا اور تریہ گام کے گاؤں میں اقامت پذیر ہوا۔ رینچو بھی اس کی حکومت میں تبت کے شہر سے اس ملک کے باشندوں کی عداوت کی وجہ سے بھاگ گیا اور کشمیر پہنچ گیا۔ اس نے اپنی درخواست سپہ سالار رامہ چند کو پیش کی اور رامہ چند نے اس کی سکونت کے لیے ککہ گیر کا مقام تعین کیا۔ ان اہم واقعات کو ان موثر الفاظ میں نہایت صاف اور روشن طریقہ سے یوں درج کیا ہے۔

"سہہ دیو بن سہم دیو قایم مقام شدہ سپہ سالاری برامہ چند پسر سنگرام چند قرار گرفت در زمان شہمیر کہ از اولاد سلاطین سوادگیر بود بنابر بشارت وفور شاہ کہ ریاضت ہا کشیدہ صفای باطنی بہم رسانیدہ۔ روز از روی جذبہ گفتہ بود کہ از فرزند من کہ طاہر نام دارد پسری پیدا شود شہمیر نام پادشاہ ولایت کشمیر شود و سالہا حکومت آن ولایت بفرزندان او متعلق باشد.....ھم در زمان سہہ دیو لنکر چک کہ جد چکانست بواسطہ مخالفت بنی اعمام از ولایت دارو با اہل وعیال برخاستہ

عرض داشت میرزا یوسف خان عرصہ دل پذیر کشمیر مضرب خیام عساکر نصرت ماثر گردید ذکر نہضت رایات جاہ وجلال خاقان بے ہمال جلال الدین محمد اکبر بادشاہ طاب ثراہ بہ گلگشت کشمیر جنت نظیر و شرح حالاتی کہ دران حین روی داد۔ آوازہ توجہ موکب جاہ وجلال سامعہ افروز وضیع و شریف این دیار گردید۔ میرزا یوسف خان از کشمیر رفتہ در انجا بسعادت رکاب بوس مفتخر گردید۔ چون بہرہ پور رسیدہ میرزا یوسف خان در انجا مجلس بادشاہانہ ترتیب دادہ بلوازم ضیافت و نثار و پیشکشی پرداخت و بخدمت فرق عزت برافراخت و اہل شہر از وضیع و شریف بسعادت استقبال شتافتہ بخود بندگی بجای آورد حد خاقان ستودہ خصال ہر طایفہ را بزبان خاص دل جوئی و غریب نوازی فرمود از بہرہ پور شب درمیان بشہر در آمدند بحکم اشرف برکار زدند۔ بعد از چند روز بسیر شہاب الدین پور توجہ فرمودند خاطر قدسی مظاہر از گلگشت ہمیشہ بہار کشمیر کہ واپرداخت رایات معاودت بمستقر اورنگ خلافت برافراختہ از راہ پکلی توجہ فرمودند[1]"

"تاریخی واقعات کو صحیح ڈھنگ سے پیش کرتے ہیں ایک ماہرانہ ثبوت یہ ہے کہ الفاظ کے زیور سے وہ جملے اخذ کئے جائیں جو معنی پر دال ہوں اور واقعات کو پیش کرتے ہیں اچھی سے اچھی یا خوب سے خوب تر راہنمائی پیش کریں تاکہ وہ اثر جو مصنف اپنی زبان میں رکھتا ہے دوسروں تک پہنچ پائے تاکہ اچھا نتیجہ برآمد ہو جائے جیسا کہ بادشاہ اپنی رعایا کے ساتھ نرمی سے پیش آتا تھا۔

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دو مرتبہ کشمیر آئے۔ مرتبہ اول ۹۹۶ھ کے سال میں

---

[1] تاریخ کشمیر ـــ حسن بیگ خاکی ـــ ص ـ ۴۴ ـ ۱

بکشمیر درآمد و در قریہ تراہسہ گام وطنی و اقامت نمود لہ

اکبر بادشاہ کے حکم کے مطابق ۹۸۷ھ میں یوسف شاہ سید یوسف خان اور راجہ مانسنگ کی معاونت سے فتح پور سے کشمیر کی فتح کے لیے روانہ ہو گیا...... لوہر چک ایک جماعت کو اٹھا کر یوسف شاہ کے ساتھ مقابلہ کے لئے آگے بڑھا۔ گھمسان کا مقابلہ ہوا اور اس کو شکست نصیب ہوئی۔ یوسف شاہ شہر میں داخل ہو گیا۔ ملک کو تقسیم کیا۔ لوہر چک کی آنکھوں میں تیل ڈال دی گئی۔ اکبر بادشاہ ۹۸۹ھ میں کابل سے لوٹ آیا۔ اور جلال آباد سے میرزا طاہر خویش، میرزا یوسف خان اور محمد عاقل کو ایلچی کے طور پر یوسف شاہ کے پاس بھیج دیا۔ یوسف شاہ بارہ مولہ تک ان کے استقبال کے لیے چلا گیا۔

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ۹۹۶ھ کے سال میں کشمیر جنت نظیر کی سیر کے لیے تشریف آور ہوئے تھے۔ کتل تنہہ میں محمد بٹ اور کشمیر کے رئیسوں کی ایک جماعت نے گرم جوشی سے شاہ کا استقبال کیا۔ بادشاہ ہیرہ پور پہنچ گیا۔ میرزا محمد یوسف خان نے اس جگہ پر ایک شاہانہ مجلس منعقد کی تھی۔ شہر کے اکثر باشندے استقبال کے لیے دوڑ پڑے تھے۔ نیک خصال خاقان نے ہر ایک طایفہ کے ساتھ دل جوئی اور دلنوازی کی۔ ہیرہ پور سے وہ سیدھے شہر کے اندر داخل ہوئے۔ چند دنوں کے قیام کے بعد آپ سیر کی غرض سے شہاب الدین پور چلے گئے تھے۔ مصنف نے یہ عبارت ایک رنگین پیرائے میں یوں بیان کی ہے۔

در سال نہصد و نود و شش در ساعت خوش و زمان دلکش بموجب

تاریخ کشمیر   حسن بیگ خاکی   ص ۲۴۔ ب

Scanned with CamScanner

دوسری مرتبہ ۱۰۰۰ھ میں جلوس کے ساتویں سال کے موافق۔ پھر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ جنت مکان چار بار آئے تھے۔ پہلی بار ۱۰۲۹ھ میں مطابق سال پندرھویں جلوس اور دوسری مرتبہ ۱۰۳۱ھ میں مطابق ستارویں سال جلوس معلی اور تیسری دفعہ ۱۰۳۳ھ میں مطابق انیسویں سال جلوس اور مرتبہ چہارم ۱۰۳۶ھ میں وارد ہوئے تھے۔

شہاب الدین شاہ جہاں بادشاہ جنت مکان بھی چار مرتبہ کشمیر آئے تھے۔ مرتبہ اول ۱۰۴۵ھ میں مطابق سال گیارھویں جلوس۔ مرتبہ دوم ۱۰۴۸ھ میں مرتبہ سوم ۱۰۵۵ھ جلوس سے اٹھارویں سال میں مرتبہ چہارم ۱۰۶۱ھ میں۔ چوبیسویں سال محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خلد مکان ایک مرتبہ ۱۰۷۵ھ میں مطابق چھٹے سال جلوس وارد ہوئے تھے۔

حضرت پادشاہ عرش آشیان کے عہد میں قاسم خان میر بحر ایک سال کے لیے صوبداری کے کام پر متعین ہوئے۔ اس کے بعد میرزا یوسف خان مقرر ہوتے۔ اس کی تبدیلی کے بعد محمد قلی خان نے حکومت کے کام وکاج کو سنبھال لیا۔ حکومت کے امر سے وہ چھ سال تک کام چلاتا رہا۔ اس کی تبدیلی کے بعد قلیچ خان نے کام کو سنبھالا۔ چھ سال تک وہ حکومت کرتا رہا۔ حضرت بادشاہ عالم پناہ کا شاہباز روح پر فتوح پرواز میں آیا اور سدرہ کی شاخ پر نشیمن کیا۔ یہ عبارت یوں درج ہے۔

حضرت پادشاہ عرش آشیان قاسم میر بحر یکسال بامر صوبداری پرداخت بعد ازان میرزا یوسف خان بود بعد از تغیر میرزا یوسف خان محمد قلی خان خلعت حکومت پوشید و شش سال بامر حکومت قیام ورزید واز تغیر او قلیچ خان بلند پالکی یافت از حکومتش کہ شش سال منقضی گردید شاہباز روح پر فتوح حضرت پادشاہ عالم پناہ پرواز آمد برشاخ سدرہ نشیمن فرمود۔[۱]

۱۔ تاریخ کشمیر۔ حسن بیگ خاکی ص ۔ ۴۵ ۔ ب ۔ ۴۶ ک

کتاب کا خاتمہ کشمیر کے عجایب اور غرایب کے بارے میں ہے۔ دانا اور عاقل لوگوں کی رای میں چھپا ہوا نہیں ہے کہ کشمیر ایک ملک ہے جو خوشگوار چشموں سے بھرا ہوا ہے، جو شمار اور تعداد سے باہر ہیں۔ گاؤں کی تفصیل اس طرح ہے۔ پرگنہ اسلام آباد ایک سو چھ گاؤں، پرگنہ اولر ایک سو اکاسی گاؤں، پرگنہ اچھبہ ایک سو چار گاؤں، پرگنہ آڈون دو سو انیس گاؤں پرگنہ اندر کوٹ آٹھ گاؤں، پرگنہ بیرو ہ ایک سو بہتر گاؤں اور پرگنہ برنگ ستر گاؤں وغیرہ۔

مختصر یہ کہ تاریخی واقعات کو پیش کرنے میں مصنف نے ایک خاص طرز اپنائی ہے جو ہر لحاظ سے جداگانہ اور منفرد ہے۔ یہ کتاب اس دور کی ایک واضح مثال ہے۔ اس وقت کا ایک ادبی سرمایہ ہے۔ جو سرمایہ ہمارے لیے ہر وقت کارآمد ہے۔ حقیقت میں اس جیسے نسخے ہمارے لیے ایک آگاہی ہیں۔ ہمیں راہنمائی بخشتے ہیں اس بارے میں اس کتاب کا لفظ لفظ گواہ ہے۔

ادب کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے عہد کے بہترین الفاظ میں بہترین حسن ترتیب کے ساتھ محفوظ رہتا ہے۔ ادب حسین تحریروں کا جیتا جاگتا مرقع ہوتا ہے اور اپنے عہد کی سچی روح کو محفوظ کرتا ہے۔ اس میں اس کی سماجی سیاسی اور معاشی جھلکیاں نظر آتی ہیں گویا زندگی اپنی گوناگون خصوصیت کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔

زندگی ایک میلہ ہے جس میں مختلف مناظر نظر کے سامنے آتے ہیں جو ایک دوسرے میں ایسے گھل مل جاتے ہیں کہ ان رنگوں میں کبھی کبھی تمیز کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ زندگی ایک سیل رواں ہے جس میں سبک اور تند موجیں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں اور اور ایک دوسرے کے ساتھ ملتی رہتی ہیں۔ ایک قوس قزح ہے۔ جس میں بے شمار رنگوں کی جلوہ گری ہے۔ کچھ ایسا ہی حال انسان کے دل کا ہے۔ محبت، نفرت، خود پسندی، ایثار ہمدردی، لاتعلقی، رحم اور بے رحمی یہ تمام متضاد کیفیتیں انسانی دل پر گذر جاتی ہیں۔ ادب

Scanned with CamScanner

ان ہی احساسات کا آئینہ دار ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ آئینہ محض عکاسی نہیں بلکہ اپنی طرف سے اس میں رنگ آمیزی بھی کرتا ہے۔

ادب کسی ماحول یا کسی عہد کے سماج کی فوٹوگرافی نہیں کرتا۔ اس کی حقیقت نگاری فوٹوگرافر کی عکاسی سے مختلف ہے۔ کیونکہ فوٹوگرافر ایک حقیقت کو اس کے ارتقائی عمل میں منتقل کرتا ہے۔

ادب فقط کوشش سے تخلیق نہیں ہوتا کیونکہ ادب شعور کے ساتھ نیم شعور اور لاشعور کی تخلیق کا نتیجہ بھی ہوتا ہے علم یا خیالات کو خواہ ان کا تعلق مذہب اور فلسفے سے ہو یا سیاست سے تاریخ سے مجرد صورت میں پیش کرنے کی بجائے محسوس صورت میں پیش کرنے کا نام ادب قرار دیا گیا۔

اگر کوئی تحریر اپنا مواد زندگی کے مظاہر اور انسانی قدروں سے حاصل کرتی ہے تو وہ اپنی جگہ پر مفید ہو سکتی ہے۔ لیکن جب تک وہ جمالیاتی اور تخلیقی شرائط کو پورا نہیں کرتی ہے۔ اس وقت تک ادب کے دایرے میں نہیں آسکتی انہی شرائط کا نام ادبیت یا ادبی قدریں ہیں۔

یونان اور اس طرح مغربی نظریۂ تنقید کی طرح مشرقی نظریۂ تنقید بھی ادب میں صفاتی بمعنی ہیت کی وحدت، لطف اندوزی، آرائش، جذبے کا اظہار اور تناسب لفظی وغیرہ پر زور دیتی ہے۔ ادای معنی کے لیے نئے نئے انداز نکالنا اور ایک ایک بات کو کئی کئی طرح سے ادا کرنا ادبی کمال ہے۔ یہ ساری کی ساری خوبیاں کتاب منتخب التواریخ میں اول سے آخر تک موجود ہیں •